٧٨٦
٩٢

جذباتِ وجیہ

نعتیہ کلام

خطیب اعظم حضرت مولانا شاہ وجیہ الدین احمد خاں صاحب
قادری مجددی

شائع کردہ

مکتبہ وزیریہ - محلہ انگوری باغ

رامپور (یو-پی)

سلسلۂ مطبوعات مکتبۂ وزیریہ نمبر ۵

نام کتاب .... جذباتِ وجیہ

کلام - وجیہ الدین احمد خاں قادری

بار اول اپریل ۱۹۸۳ء / رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

کاتب شہزادہ جاوید رستم

مطبع ناظم پریس رامپور

تعداد ۶۰۰

قیمت

ناشر

مکتبۂ وزیریہ - محلہ انگوری باغ - رامپور یوپی۔

۲۴۴۹۰۱

فہرست

۷۸۶

ابتدائیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

میرے لکھے ہوئے نعتیہ اشعار کا مجموعہ آپ کے پیش نظر ہے میں نہ شاعر ہوں نہ کسی شاعر کی شاگردی کر کے شعر کہنے کی مشق کی ہے۔ نہ شعرا کے کلام کا کثرت سے مطالعہ کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی کبھی کبھی اشعار موزوں ہو گئے جس کی وجہ میرے نزدیک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۲۵ء) کی توجہات کا مرکز رہا ہوں اور آج بھی وہ توجہات میری رگ و پے میں جاری و ساری ہیں۔ انھیں توجہات کی بنا پر دماغی تخیلات اور قلبی جذبات بصورت اشعار قلم بند ہو گئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اشعار نہ کلام کہے جانے کے مستحق ہیں نہ لکھے جانے اور چھپوانے کے قابل، لیکن بعض مخلصین کے پیہم اصرار پر میرے نواسے مولوی مظاہر اللہ خاں نے انھیں "جذبات وجیہ" کے نام سے

جمع کر لیا ہے ان کا اصرار ہے کہ انھیں طبع کرایا جائے اور اب مجھ سے اجازت کے لیے مصر ہیں۔ میں چونکہ اپنی عادت قدیمہ کے تحت کسی کی دل شکنی پسند نہیں کرتا ہوں اس لئے ان کو اجازت طبع دیتے ہوئے ارباب علم خصوصاً شعرائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان اشعار کی فنی خامیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائیں۔

میرے اشعار مختلف اصناف سخن پر مشتمل ہیں لیکن یہ مجموعہ صرف نعتیہ کلام پر مبنی ہے۔ میرے نزدیک یہی قابل ترجیح ہے تاکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات عالیہ اور برکات ذاتیہ سے نوازا جاؤں اور اس کے پڑھنے اور سننے والوں کا وقت بھی عبادت میں شمار ہو اور دلوں میں حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و محبت کے جذبات موجزن ہوں۔ کیونکہ مومن کے لیے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کوئی نعمت نہیں اور مدح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اہم کوئی فضیلت نہیں۔ اس لیے کہ مومن کا کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر مبنی ہے پس جو آپ کی رسالت عامہ اور مراتب عالیہ کا اقرار نہیں کریگا وہ مومن نہیں ہوگا اس کے لیے صرف کلمۂ توحید کا اقرار بے سود ہوگا۔ وفقنا اللہ وسائر المومنین لحب اللہ ورسولہ والعمل حسب رضاھما

۲۰ جنوری ۱۹۸۳ء

وجیہ الدین احمد خاں قادری
انگوری باغ رامپور

حمدِ باری تعالیٰ

سارے عالم کا پاسباں ہے وہ
پوری دنیا پہ مہرباں ہے وہ

مالکِ ملکِ دو جہاں ہے وہ
جلوہ ظاہر ہے اور نہاں ہے وہ

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

اُس نے حیواں کو زندگی بخشی
اُس نے انساں کو زیرکی بخشی

اُس نے روحوں کو تازگی بخشی
اُس نے عقلوں کو روشنی بخشی

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا اِلٰہ الّا ھو

پھول بوٹے زمیں کے گلشن میں
ماہ و انجم فلک کے دامن میں

مست چڑیاں ہر اک نشیمن میں
گھومتے ہیں وحوش اپنے مسکن میں

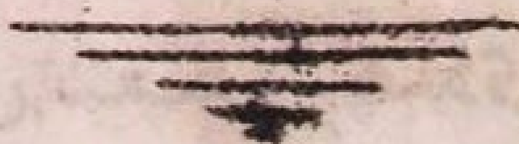
مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وَحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

کب جو اور اس کا ہر قطرہ — ریگِ صحرا اور اس کا ہر ذرہ
باغ و گلشن اور اس کا ہر سبزہ — پھول کہتے ہیں اور ہر غنچہ

مَالکُ المُلک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

تو ہی حاجت روا ہے اے آقا — تو ہی مشکل کشا ہے اے آقا
تو ہی جاں کی دوا ہے اے آقا — تو ہی دل کی جلا ہے اے آقا

مَالکُ المُلک لاشریک لہٗ
وَحدہٗ لا اِلٰہ الّا ھو



الصبح بدا من طلعته
واللیل دجیٰ من وفرته

وہ صبحِ ازل کا نورِ مبیں۔ وہ شامِ ابد کا پردہ نشیں
وہ جانِ ضیائے دینِ متیں۔ وہ گیسوؤں والا چاند حسیں

الصبح بدا من طلعته واللیل دجیٰ من وفرته

عالم کی چمک آدم کی ضیا۔ وہ روئے منور نورِ خدا
وہ چاند سا مکھڑا شمس نما۔ وہ صبح منور زلفِ دوتا

الصبح بدا من طلعته واللیل دجیٰ من وفرته

وہ معدن جود و لطف و عطا۔ وہ مخزنِ فیض و کانِ سخا
وہ قبلۂ عالم قبلہ نما۔ وہ نورِ دل اور جانِ نورِ ہدیٰ

کنز الکرم مولی النعم هادی الامم لشریعته

وہ نور کا پتلا پاک بدن۔ مکہ کی ضیا طیبہ کی پھبن
وہ فخرِ قریش و فخرِ زمن۔ وہ نورِ خدا کی پہلی کرن

ازکی النسب اعلی الحسب کل العرب فی خدمته

ظاہر میں وہ مفلس اور فقیر۔ معنیٰ میں غنی شاہوں کا امیر
کمبل میں چھپا اک بدر منیر۔ دنیا میں وہ سلطاں حشر میں میر

فاق الرسلا فضلا و علیٰ۔ وھدی السبلا لدلالتہٖ

تسخیر میں ان کی سارا جہاں۔ پابند اشارہ کون و مکاں
انگشت سے جاری بحرِ رواں۔ ہر ایک عمل قدرت کا نشاں

سعت الشجر، نطق الحجر۔ شق القمر باشارتہٖ

قبلے سے چلا قبلے کو چلا۔ وہ قبلۂ عالم قبلہ نما
جب فرش سے وہ تا عرش گیا۔ معراج سے اسکی عرش سجا

جبریل اتیٰ لیل الاسریٰ۔ والرب دعاہٗ لحضرتہٖ

حق سے جو شرف ہے انکو ملا۔ پہلوں میں کسی کو بھی نہ دیا
امت کے لئے بھی وعدہ کیا۔ بخشیں گے کرم سے ان کی خطا

نال الشرفا واللہ عفا۔ عما سلفا من امتہٖ

سردارِ زمیں سردارِ زماں — سردارِ فلک سردارِ جناں
سردارِ دل و جاں جانِ جہاں — سردارِ وجیہ محمد اں

فمحمدنا ھو سیدنا۔ فالعز لنا لاجابتہٖ



جو چمک رہا ہے چہار سُو قمر عرب کا وہ نور ہے

جو نظر نہ آئے تجھے کہیں تو تری نظر کا قصور ہے

مجھے ناز ہے نہ غرور ہے مگر اتنا مجھ کو شعور ہے

مرے سر پہ ہے قدم نبی قدم نبی کا غرور ہے

وہی ہوش ہیں ہے دماغ وہ دل جو نبی کے عشق میں چور ہے

یہی بے خودی تو ہے عقل کل یہ نشہ شراب طہور ہے

وہ خدائے واحد لم یزل نہ مکاں ہی ہے نہ زماں ہی ہے

جسے کہئے نور محمدی اسی نور کا یہ ظہور ہے

ترے عشق کا ہے معاملہ تری نیتوں پہ مدار ہے

شہ دو جہاں کی شعاع رخ نہ قریب ہے نہ وہ دور ہے

مجھے اعتراف ہے طور کا میں معترف ہوں جا و کلیم کا

مگر اے حبیب خدائے حق ترا سنگ در بھی تو طور ہے

جو نگاہ ساقی حشر نے ہمیں جامِ عشق پلا دیا

اُسی جام بادۂ عشق سے مارگے پیئے میں اب بھی سرور ہے

مجھے کیا خبر ہے جمال کی مجھے کیا پتہ ہے کمال کا

وہ حبیبِ خالقِ حسن ہیں مجھے اس قدر ہی عبور ہے

نہ وہ زینتِ چمن نبی نہ وہ رونقِ درِ مصطفےٰ

درِ مصطفےٰ کا غبار راہ یہ وجہ خستہ ضرور ہے





تم نور ہو ظلمت کو مٹایا ہے تمہیں نے
انوار کو سینوں میں سمایا ہے تمہیں نے

عقلیں بھی تھیں اور دل بھی تھے پر خواب گراں میں
سوئی ہوئی عقلوں کو جگایا ہے تمہیں نے

اجسام توانا تھے مگر جاں میں نہ تھی جاں
بے جان کو جاندار بنایا ہے تمہیں نے

اللہ کا کعبہ تھا صنم خانۂ مشرک
توحید کا رنگ اس پہ چڑھایا ہے تمہیں نے

آدم کے زمانے سے تو انسان ہیں موجود
انسان کو انسان بنایا ہے تمہیں نے

اللہ سے تھی دور بہت خلقِ زمانہ،
مخلوق کو خالق سے ملایا ہے تمہیں نے

انجام کی ہے فکر مجھے تم ہی سنبھالو
آغازِ دبیرؔ پہلے سنبھالا ہے تمہیں نے

واقعۂ حاضری دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳۹۶ھ ۔ ۱۹۷۶ء

رسولِ ہاشمی دیکھیں پریشانی مری

دُور ہو جائے ابھی آشفتہ سامانی مری

رحمتِ عالم ہو تم اور نعمتِ باری ہو تم

دیکھ لو شانِ کریمی سے پشیمانی مری

راہِ حق کی منزلیں زائد سے زائد ہیں کٹھن

آپ کے قبضے سے کب باہر ہے آسانی مری

آپ کو اللہ نے مالک بنایا ہے حضور

قیمتی کر دیجئے سرکار ارزانی مری

سر سے پا تک نور ہو اور ہر طرف نورِ خدا

نور کے صدقے میں کر دو روح نورانی مری

دامنِ اُمید پھیلا ہے کرم کی آس ہے
کاش آقا دیکھ لیں کوتاہ دامانی مری

زینتِ اعمال سے عریاں ہوں پردہ ڈال دو
حشر میں رسوا نہ کر دے مجھ کو عریانی مری

مصطفےٰ و مجتبیٰ شاہ و گدا کے پیشوا
شافعِ روزِ جزا کیجئے نگہبانی مری

یہ وجیہؔ بے نوا درخواست کرتا ہے شہا
ظلمتوں سے پاک کر دو شمعِ ایمانی مری





تمہاری ذات سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی
تمہاری ہی بدولت ہم نے جنت کی زمیں جانی

تمہارے ہاتھ سے پہنچا ہمیں قرآن کا نسخہ
علاجِ جسمِ انسانی دوائے دردِ روحانی

تمہارے فیض کا احسان ہے سارے زمانے پر
تمہیں ناز کرتی ہے سدا تاریخِ انسانی

سخاوت اک کنیزک ہے انھیں کے قصرِ شاہی کی
شجاعت مانگتی ہے ان کے در پہ حقِ دربانی

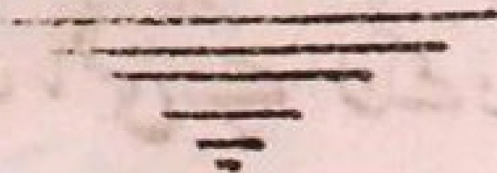
تحمل بردباری وہ کہ شق ہو طور کا سینہ
تجمل وہ کہ شرما جائے جس سے حسنِ کنعانی

حیاتِ مصطفےٰ میں زندگی کے کتنے جوہر ہیں
کہ جن کے لاڈلے بیٹے ہیں محی الدین جیلانی

غلام مصطفیٰ اسرارِ حکمت کا وہ دریا ہیں
کہ جن کا ایک قطرہ ہیں نکاتِ علمِ لقمانی

محمد مصطفیٰ کے نور سے عالم منور ہے
کہ جن کی ذات ہے نورِ خدا اور شکل نورانی

نجیبہ زار تو بھی مانگ لے کچھ اپنے آقا سے
وہاں سب کچھ ہے لیکن تجھ میں ہے کوتاہ دامانی





جدا ہے رب نے یہ بندہ کا انتخاب نہیں
قسم خدا کی نبی کا کوئی جواب نہیں

وہ بے بدل ہیں نظیر بھی ان کی ناممکن
وہ لاجواب ہیں ان سا کوئی جواب نہیں

نبی کے در پہ بھکاری سے جھگڑا اے زاہد!
کسی گدا کا ستانا کوئی ثواب نہیں

طبیب یاد نبی ہیں مجھے تڑپنے دے
جنون عشق کی آتش کوئی عذاب نہیں

ذرا تو ہوش کی لے مدعی عقل و خرد
خراب بادۂ عشق نبی خراب نہیں

بڑھا رہے ہوش و خرد اور کبھی نہ گرنے دے
نگاہ ساقی کوثر ہے یہ شراب نہیں

خدا کا فضل ہے ہر داغ سے مبرا ہے
رخ حبیب خدا ہے یہ ماہتاب نہیں

دل و دماغ کو ٹھنڈا کرے تجلی سے
یہ مہر روئے محمد ہے آفتاب نہیں

یہ غارِ ثور میں صدیق سے نبی نے کہا
خدا ہو ساتھ تو دشمن کی کوئی تاب نہیں

وہ دورِ حضرتِ فاروق وہ فتوحِ بلاد
کوئی مقام ہے جس جا وہ فتح یاب نہیں

بنایا دینِ مکمل کا ایک شیرازہ
غنی کی ذات فقط جامع کتاب نہیں

یہ کیا بلا ہے کہ مسلم کو خاک کر ڈالا
سبب یہ ہے کہ غلامِ ابوتراب نہیں

نبی کی لختِ جگر اور رہا تھ میں چھالے
نمونہ یدِ بیضا ہیں یہ خضاب نہیں

حسن حسین ہیں وہ پھول جو نہ کملائیں
خدا کی خلد کے ریحان ہیں گلاب نہیں

ہیں بے حساب گناہ وجیہ اے مولا
ترے کرم کا بھی لیکن کوئی حساب نہیں



نورِ خدا وہ حسنِ سراپا تمہیں تو ہو
طیبہ کے چاند دل کا اجالا تمہیں تو ہو

محبوبِ حق جمیلِ زمین و زماں ہو تم،
وہ روئے حسن جس نے سجایا تمہیں تو ہو

ہے اک تمہارے نور سے کونین کا جمال
یوسف کا حسن نورِ زلیخا تمہیں تو ہو،

روحِ وجودِ جانِ تجلی جلائے دل
سدرہ کا نور عرش کا جلوہ تمہیں تو ہو

بیمارِ غم مریضِ معاصی کا ہو علاج
تکل دکھ بھرے دلوں کا مداوا تمہیں تو ہو

شفقت کی آس رحم و کرم کا مجسمہ
ٹوٹے ہوئے دلوں کی تمنا تمہیں تو ہو،

زینتِ بطحا رونقِ کعبہ عزتِ قبلہ رفعتِ طیبہ

نورِ نبی کی سب ہیں شعاعیں ذاتِ نبی ہے ماہِ جبیں

بیٹا ہو کر فخرِ آدم اُمّی ہو کر سب سے اعلم

عرش سے بہتر کعبہ سے افضل قبرِ نبی کی پاک زمیں

نعتِ وجیہی مدحِ رسالت مدحِ رسالت حمدِ الٰہی

حمدِ الٰہی شکرِ عطایا شکرِ عطایا دُرِّ ثمیں





نبی نے طیبہ و بطحا کی ایسی کی نگہبانی
کہ جیدا ہے بھی بھکانے لگے وال تاج سلطانی
تبسم ان کا گوہر پاش جو ہر ریزہ نورانی
انھیں قدموں سے ہے دُرِ عدن لعلِ بدخشانی
رہی حدِ نظر تک مہر و انجم کی درخشانی
دلوں کو کر گئی روشن وہ تھی حضرت کی پیشانی
نجاشی بن گیا پروانہ جب شمع نبوت کا
تو ظلمت بن گئی حبشہ میں وجہِ نور افشانی
خدا نے عرش پر لہرا دیا پرچم محمد کا
ہوا میں رہ گیا اُڑتا ہوا تختِ سلیمانی
زمیں سے چرخ پر پہنچے مسیحا اور احمد کو
زمیں سے عرش پر لائی ہے حق کی نگہبانی
عرب اک گوشۂ صحرا میں گمنامی کے بندے تھے
خدا کے ایک بندے نے انھیں دی جہاں بانی

کلیجے اہلِ محشر کے پگھل جائیں گے ہیبت سے
شفیع المذنبیں کے چند کلیجے اور آسانی

ابھی تم دیکھ لینا پیار آجائے گا رحمت کو
ذرا میٹھی نظر سے دیکھ لیں محبوبِ ربانی

جہان خلق خالق سے تھا کوسوں دور مدت سے
سکھادی ایک اُمی نے خدا بینی خدادانی

خدا جانے کہ ختم المرسلیں کا مرتبہ کیا ہے
کہ جن کے اُمتی ہیں شاہ اجمیری و جیلانی

امام الانبیاء ختم الرسل کو پیش کر ہدیہ
درودوں کا سلاموں کا یہی ہے حکمِ قرآنی

بس اک درخواست ہے آقا وجیہ پُر معاصی کی
بغلے تمام کا پی اہلِ غنا لے ٹھاٹ پربانی



ہو تم اپنے مولا کے مولا تمہارا
ہر اک عبد آقا ہے بندہ تمہارا

ہے مشہور عالم میں سایہ نہیں تھا
وہ عالم کے سر پہ ہے سایہ تمہارا

نہ حاجت ہے اعجاز کی اہلِ حق کو
کہ برہانِ حق ہے سراپا تمہارا

نہیں کعبہ و بیتِ مقدس پہ موقوف
وہ قبلہ ہے دل جس میں جلوہ تمہارا

ذرا میٹھی نظریں ہوں شیریں تکلم
تو ہو جائے سیراب پیاسا تمہارا

خضر آبِ حیواں پہ کیوں کر ہو نازاں
مسیحا بھی پڑھتا ہے کلمہ تمہارا

اسی کا سمندر بھی ہے ایک قطرہ
کرم کا جو جاری ہے دریا تمہارا

خدا او بشر رہے یہ عجب لے ہے
مگر انبیاء میں ہے چرچا تمہارا

بنائی رسل نے جو تعمیر دینی
تو ٹھرایا آکر پیمبر پیارا تمہارا
خدا معلیٰ خیمہ ہے تم ہو قاسم
ہمیں کب ملے گا عطیہ تمہارا
وہ دیکھے کبھی خواب میں تم کو شاہا
تو ہو جائے دل سے وہ شیدا تمہارا
ہر اک اشک رشک گہر کیوں نہ ہووے
جو بہتا ہے فرقت میں شیدا تمہارا
ہے شمس و قمر کی تو قسمت میں گردش
مگر ایک جا ہے ستارا تمہارا

وجیہہ گنہگار پہ بھی نظر ہو
کہ وہ بھی تو ہے نام لیوا تمہارا





ہمارے دل میں جہاں ق[illegible]یا ہے
ہمارا دل مدینے کی زمیں ہے

ہی از فرش تا عرش بریں ہے
تو کیا خالی کوئی اس سے زمیں ہے

ہے ہر ظلمت میں اس کی جلوہ ریزی
کہ جیسے ابر میں ماہ مبیں ہے

محمد کی بلندی لامکانی ،
تواضع میں عجب نیچی زمیں ہے

زمیں پر منحصر ہوتا سا جدہ
اُدھر قدموں میں فردوس بریں ہے

دھر دامن میں چھپتے ہیں خطاکار
اِدھر دیکھو وہ دہ آستیں ہے

اُدھر دیکھو کہ ہیں محبوبِ رزّاق
اِدھر دیکھو غذا نانِ جویں ہے
بھرے بازارِ محشر میں یہ جا کر
کروں گا کیا دلِ مردہ حزیں ہے
وجیہِ زار کے سینے میں روشن
چراغِ رحمۃ اللعالمیں ہے

جمال اللہ کی دل میں طلب ہو
تو ہر درگاہ دیں میں قطب دیں ہے
ہمیں ہے اک امام الدیں کی خواہش
اور اپنا سر ہے احمد کی زمیں ہے
وزیراں محمد جا بجا ہیں
ہر اس ایوان کا نقش نگیں ہے
ہمیں تو چاہیئے اک نورِ ممتاز
کہ ظلمت آج تک دل میں مکیں ہے

مصطفےٰ ہیں ابر نیساں — محمد مصطفےٰ بحرِ دُرفشاں
مصطفےٰ نورِ دل و جاں — محمد مصطفےٰ محبوبِ یزداں
محمد مصطفےٰ شاہِ رسولاں

مصطفےٰ نورِ زمانہ — نبی ہاشمی دُرِّ یگانہ
لاتِ نبوت کا خزانہ — پھٹی کملی میں اک تاجِ شہانہ
وہ تاجِ انبیا تاجِ رسولاں

دُرِ دریائے سعادت — محمد ضوءِ انوارِ ہدایت
گوہرِ دُرجِ نبوت — محمد نیّرِ بُرجِ رسالت
محمد نورِ خورشیدِ درخشاں

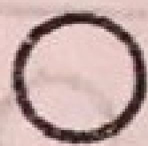
ہے منزلت عالی نبی کی — خدا کا عرش ہے کرسی نبی کی
نی شان ہے ایسی نبی کی — خدا نے خود حفاظت کی نبی کی
بنا کر اُن کو امت کا نگہباں

کی ذات ہے، وہ ذاتِ عالی — اطاعت جس نے کی جنت کما لی
یتی ہیں جب کوئی سوالی — کبھی آیا نہیں اُس در سے خالی
یہ کیوں خالی ہے اب تک میرا داماں

غریبوں کی حمایت ان کا شیوہ — امیروں کی ہدایت ان کا شیوہ
یتیموں پہ عنایت ان کا شیوہ — فقیروں پر سخاوت ان کا شیوہ
غرض ہر دکھ بھرے دل کا وہ درماں

یہ مانا پھول ہیں صدیق اکبر — گلِ رعنا عمر عثمان و حیدر
مہکتے ہیں سدا شبیر و شبر — شہِ بغداد بھی تو ہیں معطر
محمد ہیں مگر سب کے گلستاں

کمالِ مصطفےٰ کی قدر و قیمت — جمالِ مصطفےٰ کی زیب و زینت
جلالِ مصطفےٰ کی شان و عزت — وجیہ زار ان کی سچی مدحت
نہیں سمجھا کوئی جز ذاتِ رحمٰن



رحمتِ عالم ہادیٔ کل محبوبِ خدا سے برتر ہے
م کی جبیں آدم کی دمک اک نورِ خدا کی پیکر ہے
صورت سے عیاں انوارِ خدا اور دل میں نہاں اسرارِ خدا
باتوں میں اور ارشادی ہے اور چاند ستارے انور ہے
ان کی جھری میں نورِ حسیں تارِ دل کی لڑی میں ماہِ مبیں
ھوں کی نظر مازاغ بھری اور عرش سے اونچا منظر ہے

قدموں کی زمیں گردوں سے بری اور چرخ بنا قدموں کی زمیں

قدموں پہ جھکی جو پیشانی خورشیدِ فلک سے بہتر ہے

کے حرم کو پاک کیا طیبہ کا حرم بنوا ہی لیا

ن سے بھی حق منوا ہی لیا وہ آپ کی ذاتِ اطہر ہے

اللہ نے ان کو جانا ہے مومن کے بھی دل نے مانا ہے
منکر نے بھی یہ پہچانا ہے وہ ہادیٔ پیغمبر ہے

ے شاہِ عرب سلطانِ عجم سردارِ زمیں سالارِ فلک

سن لیجئے وجیہِ خستہ سے شکوؤں سے بھرا اک دفتر ہے



کُل جہاں معطر ہے عطرداں مدینے میں
روشنی ہے عالم میں ضوفشاں مدینے میں

واقعہ ہے طولانی قصہ مختصر یہ ہے،
کائنات قالب ہے اور جاں مدینے میں

جن ہوں یا کہ انساں ہوں اصل میں یہ مُردہ ہیں
جانِ ذکرِ باری ہے جانِ جاں مدینے میں

لامکاں پہ پہنچے وہ بیتِ اُمِّ ہانی سے
رہتے ہیں دلوں میں وہ، ہے مکاں مدینے میں

یاد آ گئی قصویٰ اور درِ ابو ایوبؓ
جب کبھی نظر آئے سارباں مدینے میں

شمس اِک نکل آیا عائشہؓ کے حجرے سے
ـ بلالِ حبشی نے دی اذاں مدینے میں

رازِ عشق پنہاں ہے عاشقانِ احمد کا
تیر دل میں مخفی ہے اور کماں مدینے میں

حسنِ خُلق سرورِ دیں جس پہ ہے خدا شاہد
ہم نے اس کی دیکھی ہیں جھلکیاں مدینے میں

قسمتِ بنی آدم مدتوں سے اُلجھی تھی
دستِ حق نے سلجھائیں گتھیاں مدینے میں

اے دبیرؔ وہ ہوگا کامیاب محشر میں
ہو چکا ہے جو پہلے کامراں مدینے میں،





بہت سا دنیا میں آئے اور گئے رُشد و ہدیٰ والے
مگر پڑھ کر رہے سب سے جو تھے کوہِ صفا والے

ہاں پہ بیت ہب لی اُمتی اور گوشۂ مدفن
بحمد اللہ ملے ہم کو نبی ایسی وفا والے

سفینہ آل پاک اور مصطفےٰ ہیں ناخدا اس کے
خُدا ہے ناخدا اس کا اور ہم ہیں ناخدا والے

مریض دردِ عصیاں ہوں دوائے دل کا طالب ہوں
مجھی یا لوں شفا آجائیں گر خاکِ شفا والے

خدا محشر میں تختِ عدل پر جب جلوہ گر ہوگا
بڑی اُمید ہے دیکھیں گے حضرت کو خدا والے

خدا شاہد ہے قرآں پڑھ ہے از صافِ محمد سے
تو پھر کیا غم کریں انکار سب ارض و سما والے

اُڑے جاتے ہیں جبریلِ امیں کے ہوش حیرت سے
اُڑے جاتے ہیں حضرت مصطفےٰ عرشِ عُلیٰ والے

ہلاکت کے گڑھے میں گر رہا ہوں اس بھروسے پر
کہ آئیں دستگیری کو مری غارِ حرا والے

اگر اندازہ کرنا ہے تجھے صبرِ محمد کا
وجیہہ دار ہیں سچا نمونہ کربلا والے



ہمارا ایمان اور دیں ہے کہ کعبہ قطعاً خدا کا گھر ہے
جہاں سے ملتا ہے اے محمد خدائے برتر وہ تیرا در ہے

جمالِ صورت یہ حسنِ سیرت نہ معنویت کی ایک مورت
خدا نے جس کو بنایا پہلے وہ اب مدینہ میں جلوہ گر ہے

خدا ہی جانے نماز ہوگی ریاضِ جنت میں یا نہ ہوگی
سجود مسجد میں ہے یقیناً مگر نہ پوچھو کہ دل کدھر ہے

میں دل کی سیپی میں تجھ کو رکھ لوں سمجھ کے نیساں کے پاک قطرے
غبارِ طیبہ ترے مناسب نہ تیری آنکھیں نہ میرا سر ہے

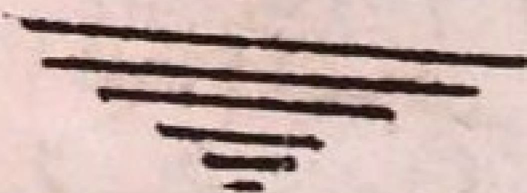
بتا دے مجھ کو خدا کے پیارے کہوں ملک تجھکو یا کہ انساں
نہ تیرا ہمسر کوئی فرشتہ نہ تیرا ہمتا کوئی بشر ہے

جو ٹپکے آنکھوں سے خوفِ رب سے وہ آبِ رحمت سے کم نہیں ہے
جو تیری الفت میں ٹپکے آنسو خدا کے پیارے وہی گہر ہے

کی رحمت کا ابر گھر کر یہ سوچتا تھا کہاں میں برسوں
ی طرف کو وہ چل دیا ہے نبی کی جس سمت پر نظر ہے

طریقتِ باطنہ کی مشعل ہے رشحِ حضرت کی اک تجلی
شریعتِ ظاہرا کا رستہ انھیں کے قدموں کی اک ڈگر ہے

وجیہ خستہ نے خوب سمجھا مقامِ امن و سکوں کہ غافل
طمانیت کی تلاش والے نبی کا قرآں نبی کا گھر ہے





ہے اک دُرجِ صدف پُر از دانہ
محمد مصطفیٰ دُرِّ یگانہ

مبارک ہو انھیں جاہِ شہانہ
ہمیں کافی ہے روئے سالکانہ

نہ پوچھو منزلت ان کی نہ پوچھو
ہو جس سر پر شفاعت شامیانہ

وہ چاہیں کچھ نہ دیں ہاں آرزو ہے
مری سن لیں دعائے عاجزانہ

یہ اونچا ہے کہیں عرشِ بریں سے
مرا سر ہے نبی کا آستانہ

ترا جود و کرم اللہ اکبر
ترے در کا گدا سارا زمانہ

نبی شمعِ ہدیٰ پروانے اصحاب
نبوت کا زمانہ تھا زمانہ

زباں کھلتی نہیں شرمندگی سے
مگر منگتا ہے روئے سالکانہ

نبی کے در پہ رحمت کی ہے درخواست
وجیہِ زار یہ تیرا ترانہ



یہ دل اور سوادِ معصیت اُمید افزا ہے
تجلّی خانۂ سرِّ خدا دل کا سویدا ہے

وہ صورت بن گئی آدم کی تدبیرِ مصوّر سے
زمیں بھی زیرِ گردِ دل بصورت عرشِ معلّیٰ ہے

فراقِ مصطفٰے میں رونے والے کچھ خبر بھی ہے
وہ گوہر ہے جو آنسو یادِ حضرت میں ٹپکتا ہے

عدم تعبیر تھی جس کی جہاں وہ خوابِ وہمی تھا
مگر سچ کر دیا جس نے ترا روئے مجلّٰی ہے

خدا جانے سخائے قلب اس ہستی کی کیا ہو گی
کہ جس کی بخششِ انگشت سے چشمہ اُبلتا ہے

خطابِ مارمیتَ میں ثنائے حق تو ظاہر ہے
مگر واللہ اعلم اور بھی مطلب نکلتا ہے

ہزاروں نفس زندہ ہیں مگر بے روح مردہ ہے
کوئی مومن جو مبتلا ہے تری الفت میں تاہے

رضا جوئے علی سرکار ہوں نا ہوں نبی راضی،
کہ مرضی نبی میں ہی رضائے حق تعالیٰ ہے

وجیہ بے نوا سودائے عشقِ احمدِ مرسل
تمہیں گر نقدِ جاں دے کر بھی مل جائے تو سستا ہے



سرورِ دنیا سرورِ دیں، وہ فخرِ دو عالم حق نما امیں،
ی میں چھپا اک دُرِّ حسیں، بدلی میں چھپا اک ماہِ مبیں
عالم کا سہارا حق کا دُلارا جانِ زمانہ روحِ زمیں
ہر زخم کا مرہم دل کا سکوں ہر غم کی دوا ہمدرد حزیں

ائے کرم میں جوش اُٹھا رحمت کی گھٹائیں چھا ہی گئیں
ب جلوہ فگن عالم میں ہوا وہ گیسوؤں والا ماہ جبیں

فانوس میں شمع نورانی محفل کو منور کرتی ہے،
عالم کو منور کرتا ہے طیبہ میں چھپا اک پردہ نشیں

مین جب اُمت ہوتی ہے اور دل میں جو دھڑکن ہوتی ہے
قد سے نچھاور کرتا ہے رحمت کی دعا طیبہ کا مکیں

قدموں پہ مچل کر بادِ صبا سرکارِ دو عالم سے کہنا،
اک چشمِ کرم کی طالب ہے محتاجِ کرم بھارت کی زمیں

در سے ہنکالا جاتا ہے اس در کا بھکاری ہائے وجہ
جس در پہ کبھی سنتا ہی نہیں تھا مانگنے والا لفظ "نہیں"



محمدِ عربی کا نہ پوچھ جاہ و جلال
خدا کے نور رسالت سے مہر بدرِ جمال

زمانہ بھر میں مسلّم ہے آمیت نقصا
نبی کے نام سے اٹھتے ہی بن گئی وہ کما

دہانِ پاک ہیں دنداں ہیں موتیوں کی لڑی
زبانِ پاک سے جھڑتے ہیں دُرِ صدق مقال

ضرور قاسمِ نعمت تو ہو مگر آقا
تمہیں نے بھوک سے زہرا کو کر دیا ہے نڈ

تمہاری ذات ہی آغازِ کائنات ہوئی،
تمہیں تو جملہ اُمم کی نجات کا ہو مآل

زمانہ بھر کا بھکاری ہے، آپ کا منگ
غنی ہے آپ سے حل ہو گیا ہے جس کا سوا

گذر گیا ہے زمانہ وجیہہ باتوں میں
بنے کی بات اگر بن گیا مقال سے حا



ے حُسن کے پیکر جلوۂ حق عالم کی ضیاء نورِ باری
ن ہوں تجھ پر غنچہ دل اے رَبِ عُلا کی گل کاری
تاریکیِ جاں سیاہیِ جہاں اور ظلمتِ دل کے تھے بادل
اِک برق خدا کے گھر چمکی چمکا گئی وہ دنیا ساری
ے فرحتِ دل اے راحت جاں آمن و سکونِ ہر دو جہاں
تیرا ہوں تو میرا ہے ہو جائیں بلا سے غم طاری
افسوس ہے مجھ کو پیاسوں پر محروم ہیں جام ساقی سے
وہ دیکھ رہے ہیں طیبہ سے ہے نہر کرم ہر سو جاری
دینِ نبی ہے عُقدہ کشا اور فکر و غم سب حل بھی ہیں یہاں
م نہیں پھرتی ہے کیوں دنیائے جہاں ماری ماری
اے سورۂ مزمّل کی ضیاء تو اپنی قبا میں مجھ کو چھپا
محجوب ہوں حق کے سامنے میں اور حُسنِ عمل سے ہوں عاری

کہتے ہیں دنیا دیں مجھ کو حق یہ ہے کہ ننگِ امت ہوں
مجرم بھی ہوں میں کمزور بھی ہوں اور لاکھوں گناہوں کی بھاری

ہاں حامد نور محمد ہوں اور نورِ دو زیرہ محمد ہوں
ممتاز کرم ہے ساتھ مرے گو زخم دلی سب ہیں کاری
اے ربِ زماں صناعِ جہاں خاصانِ خدا کا خادم ہوں
تو پاک بنادے ہوں خاکی تو نور بنادے ہوں ناری،

مسدّس

فیوضِ آسمانی کو زمیں پر کون لایا ہے
ملائک کو مجاہد لشکری کس نے بنایا ہے
زمیں سے عرش جا کر پھر زمیں پر کون آیا ہے
تمامی عالموں پر ابر بن کر کون چھایا ہے

اُسے ابرِ کرم یا رحمۃ اللعالمیں کہیے
اُسے محبوبِ حق یا سرِّ غیبی کا امیں کہیے
ولی کہیے نبی کہیے رسولِ انبیاء کہیے
نجومِ انبیاء کا مہر کہیے پُرضیاء کہیے
ہدایت پیکر و بیباک ہی نورِ خدا کہیے
اگر کچھ بھی نہ کہیے تو محمد مصطفےٰ کہیے

محمد حامد و محمود تصویرِ محامد ہیں
جو اک گوشۂ تنہائی میں مولیٰ کے عابد ہیں
اسی گوشہ میں مولیٰ کے خدیجہ کو سلام آئے
اسی تنہائی میں حضرت کو اقراء کے پیام آئے

جو آئے واں سے پوری خلق کے بن کر امام آئے
ندا کوہِ صفا سے آئی سردارِ انام آئے

حرم میں شور برپا تھا امام المتقین آئے
یہ کعبہ سے صدا آئی کہ ختم المرسلین آئے

سعادت جس کے پولی اب ہرا دورِ جدید آیا
شقاوت رشک کے بولی ہیں جنتی وقت سعید آیا

یہ ظلمت کہہ رہی تھی نورِ قرآن مجید آیا
زبانِ کفر بول اٹھی کہ اب بارِ شدید آیا

مناتِ ولات و عزیٰ رو رہے تھے اپنی قسمت کو
ہبل کہتا تھا لاؤں اب کہاں میں اپنی عزت کو

ترا قانونِ محکم حکمِ اُحکم سرورِ عالم
ترا نام معظم اسمِ اعظم سرورِ عالم

ترے رخ کی ضیا رہتی نورِ آدم سرورِ عالم
ترے قدموں پہ صدقے جانِ عالم سرورِ عالم

خدا نے سروری بخشی تجھے سارے زمانے کی
ترے ہاتھوں میں دیدیں کنجیاں اپنے خزانے کی

خدا معطی تو تم قاسم تمہیں نے ہم کو بتلایا
تمہیں نے راستہ مرضی رب کا ہم کو دکھلایا

رہے سر پر ہمارے حشر کے دن آپ کا سایہ
اٹھا رکھا ہے حق نے اس لیئے ہی آپ کا سایہ

خدا وہ دن کبھی لائے آپ کے دامن میں چھپ جاؤں
میں اپنی روسیاہی اپنے مولا کو نہ دکھلاؤں

خدا غفار ہے اور آپ ہی ہیں رحمتِ عالم
ملی ہے آپ ہی کی ذات سے سب نے حمتِ عالم

مسلّم دو جہاں میں آپ ہی ہیں عظمتِ عالم
مزیّن آپ ہی کی ذات سے ہے خلقتِ عالم

وجیہ بے نوا در پر تمہارے خاک ہو جائے
کہ یہ ناپاک ذرّہ بھی گنہ سے پاک ہو جائے



اُمت ہوں نبی امی کی پھر کیسے کہوں میں جاہل ہوں
پہچانا میں نے محمد کو پھر کیوں نہ کہوں میں عاقل ہوں

اے حق کی ضیا اے حق کی ندا حق تجھ میں ہے گم تو حق پہ فدا
دکھلا دے رہِ حق مجھ کو شہا میں محوِ فریبِ باطل ہوں

کم ظرف ہوں لیکن حرص بھی ہے اور اپنی غرض کا دیوانہ
میرے تو کرم کچھ بھی ہوں نہیں ہاں تیرے کرم کا قائل ہوں

اے ساقیٔ کوثر بھیک ملے اک بوند سہی چھینٹا ہی سہی
ان مست نگاہوں کا صدقہ مل جائے مجھے میں سائل ہوں

اے مہبطِ قرآں شرحِ بیاں اے پیکرِ عرفاں علم کی جاں
مجھ پر بھی ربِّ زدنی کا ہو راز عیاں میں جاہل ہوں

جو عاشقِ روئے محمد ہے تریاق ہلاہل اسکی نظروں میں
لیکن میں ہر اک دشمن کے لیئے اک سمِّ نہاں ہوں زہرِ ہلاہل ہوں

اے ربِّ علی لُقمہ ہی سہی مل جائے وجیہِ عاجز کو
میں عاشقِ روئے محمد ہوں گو پیکرِ خبث و رذائل ہوں



سوتے سے نہ احمد کو اٹھایا شبِ معراج
اُمت کے نصیبے کو جگایا شبِ معراج

تا حشر رہے جس کا نشہ خلق میں باقی
وہ جام محمد کو پلایا شبِ معراج

بے طبل صدا جس کی صدا گونج رہی ہے
اس نغمۂ غیبی کو سنایا شبِ معراج

اُمت تھی جسے یاد اُسے حق نے بلایا
اس شکل سے ہم کو بھی بلایا شبِ معراج

آقا کو تقرّب ہو تو خادم کو ہے معراج
یہ حالِ بلالی ہیں دکھایا شبِ معراج

آنکھوں میں محمد کے بہ قدرت حق نے
خود سرمۂ مازاغ لگایا شبِ معراج

اک بوند ملے مجھ کو وجیہِ دلِ خستہ
اس فیض کی جو غیب سے آیا شبِ معراج



سج گیا جہانِ فلک شانِ میزبانی سے
چل دیا جو اِک مہماں بیتِ اُمِّ ہانی سے

سنتے ہیں کہ روحِ قُدس لائے مرکب برقی
تھا وہ تیز رو قطعاً برقِ آسمانی سے

راکبِ عرب نوری مرکبِ فلک بجلی
اس لیئے تعجب ہے منکر روانی سے

پہلے تو سمجھ لیں ہم وقت کی حقیقت کو
پھر کریں گے بحثیں ہم سُرعتِ زمانی سے

اے مکانِ شاہِ دیں مجھ پہ رحمتِ رب ہے
سلسلہ ملا تیرا حبّۂ لامکانی سے

کیا ہے وہ شبِ اسریٰ کیا ہے لیلۃِ معراج
مل گئیں حدودِ فنا ملکِ جاودانی سے

پھول رحمتِ حق کے ہوں نثار اُس گل پہ
بن گئے ہیں دل گلشن جس کی گلفشانی سے

آمدِ شہِ دیں کا بس ہے ماحصل اتنا
عیش آخرت ہو ملنے زندگیِ فانی سے

روضۂ شہِ دیں پہ اے وجیہہ خوش قسمت
پھول کچھ نچھاور کر باغِ زندگانی سے



حاضریِ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۹۵۶ء)

اے نورِ جمالِ کبریائی — تو سرورِ جملہ انبیائی
اے ظلِّ کریم و سایۂ حق — در سایۂ تو ہمہ خدائی
من عاجز و ناتواں فقیرے — تو سید جملہ اغنیائی
پروانۂ شمع کعبہ ہستم — تو شمع برائے شمع آئی
خاکِ درِ تو سحابِ رحمت — نازم بہ درت بجبہ سائی
اے قاسمِ سوزِ والہانہ — یک شعلہ ز عشقِ حق نمائی
اے ساقیِ تشنگانِ محشر — یک جرعہ طفیلِ دلربائی
دارم بدلم ہزار ظلمت — مخفے نہ کنم کہ تو ضیائی
فانی شدہ ام بذات پاکت — باقی شدہ ام کہ تو بقائی
شاہا بجواب من چہ گویم — پرسند اگر کہ از کجائی

گر اذن شود و جبہ گوید
آیم ز درِ خدا نمائی



محبوبِ حق خیر البشر آں مظہر نورِ خدا
ختم رسل فخر جہاں ہم مصطفےٰ ہم مجتبےٰ

آں رونقِ عرشِ بریں ہم زینتِ فرشِ زمیں
از نورِ فیضِ ذاتِ اُو چرخِ رسالت را ضیاء

دستش بظاہر بے نوا دارد ولے صد ہا نوا
گنجِ کرم جودِ اتم فیض و عطا کانِ سخا

تو جلوہ گاہِ حق خبری عالم ز تو روشن شدہ
تو نورِ حق حسنِ ازل شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ

اے زلفِ تو زنجیرِ دل و اے روئے تو محمد خدا
عالم مریضِ عشقِ تو در چشمِ تو عین الشفاء

اے چارہ سازِ انس و جاں و اے غمگسارِ بیکساں
از بحرِ جودت قطرۂ از بہرِ ایں مسکیں گدا

سوزد و جیبہ خستہ جاں دارد دلش صد درد و غم
لیکن نگاہے گر کنی زائل شود رنج و بلا،

عربی نعت

اَنْتَ مَوْلائی حبیبی اَنْتَ مَحْمُوْدُ الْمقام
اَلصَّلوٰۃ علیک یاخیرَ الْبَرایا وَالسَّلام

اِنَّکُمْ سِرٌ تَمّ اِلٰی عَرْشِ الْاِلٰہ سیرکُم
جاء فی اذ اِنَّکُمْ اَصْوَاتہ عن لَّامقام

اِنَّکُمْ طٰہٰ ویٰسیں اِنَّکُمْ خَیْرُ الرُّسُلْ
اصْطفاکُمْ واجتباکُم رَبُّنَا بَیْنَ الْاَنام

قَاسِمُ الْخیرات وَالْبَرکات فِی دُنْیَا ئِنا
ساقِی العطشان ماءَ الحوضِ فِی یوم القیام

نُورُ اَفْلاکٍ وَّعَرْش فَائِز مِنْ نُوْرِکُمْ
نُوْرُکُمْ مِنْ نُوْرِ خَلَّاقِ الضِّیاء والظَّلام





جاں پاک ہوئی دل صاف ہوا قرآں کی لطافت کیا کہیے
ہر تلخ مصیبت دور ہوئی قرآں کی حلاوت کیا کہیے

ایمان ملا اخلاق ملے قرآں کی بدولت عالم کو
شاہوں کے بھی آنسو بہہ نکلے قرآں کی خطابت کیا کہیے

تاریکیِ باطل محو ہوئی اور برقِ تجلی کوند گئی
قرآں کی بدولت دور ہوئی دنیا سے جہالت کیا کہیے

اک نور تو ہے قرآں کی ضیا اک نور نبی ہے نورِ خدا
دو نور ہوں جس کی قسمت میں اس قوم کی حالت کیا کہیے

تورات کلیمی گنگ ہوئی انجیل کے دم میں دم نہ رہا
دیتی تھی صدا بیت المقدس قرآں کی امامت کیا کہیے

ے وادی نخلہ یاد ہے کچھ کیا صبح سہانی تھی تیری!
ِنات بھی ایماں لاتے تھے حضرت کی قرأت کیا کہیے

پھیلا گئی قومِ حبشی میں ایماں کی ضیا اور حق کی جلا
قرآن سے سورۂ مریم کی تھوڑی سی تلاوت کیا کہیے

دنیائے ادب میں بزمِ سخن تھی اپنی فصاحت پر نازاں
شرما گئی بس اِک اُمی سے قرآں کی بلاغت کیا کہیے

مانا کہ وجیہ خستہ کی باتیں ہیں سراسر جذباتی
لیکن ہیں عقیدت کی کلیاں کلیوں کی لطافت کیا کہیے





دیا وحیِ الٰہی نے ہمیں حق پاسبانی کا
بگاڑا ہم نے شیرازہ کتابِ آسمانی کا

خدا نے آسماں سے خوانِ نعمت ہم کو بھیجا تھا
ادا ہم نے کیا کیا شکریہ اس میہمانی کا

نظامِ مملکت تدبیرِ منزل اس میں پنہاں ہے
اسی میں راز ہے مضمر ہماری کامرانی کا

اسی نورِ الٰہی سے دو عالم میں اُجالا ہے
یہی ساماں ہے ہم بیکسوں کی شادمانی کا

ہر اک صورت علاجِ نفسِ امارہ کا نسخہ ہے
ہر اک آیت ازالہ ہے دلوں کی ناتوانی کا

ہر اک پارہ ہے سیمیں بلکہ زرّیں نعمتِ باری
یہی اکسیر بنتا ہے حیاتِ جاودانی کا

کلامِ حضرتِ حق اور زبانِ احمدِ مرسل
صحابہ نے مزہ لوٹا ہے ان کی دُر فشانی کا
نرالی طرز ہے اس کی نرالا ہے بیاں اس کا
جہانِ کفر بھی قائل ہے اس کی خوش بیانی کا
جن و انساں ہیں شیدائی فرشتے بھی فدا اس پہ
خدا انتا ہے خود وہ مرتبہ سبع مثانی کا
مسلمانو! تمہیں کونین کی نعمت خدا دے گا
ذرا دامن پکڑ لو تم کتاب آسمانی کا
وجیہِ زار کہ یا رب بنا دے پیکرِ مرسل
کہ جس نے کر دیا عادی ہمیں قرآن خوانی کا



ہمارا عقیدہ ہے ایماں ہمارا
گرے منہ کے بل نہ ہے یہ نقصاں ہمارا

زمانہ پہ روشن زمانہ ہے شاہد
خدا کے کرم سے ہے ایماں ہمارا

زمانے کا مصلح زمانے کا محسن
زمانے کا رہبر ہے قرآں ہمارا

مسائل کی زینت دلائل کی رفعت
حقائق کی حکمت ہے برہاں ہمارا

جہاں میں ہیں بے حد قوانین جاری
مگر سب سے اعلیٰ ہے فرقاں ہمارا

حکومت خدا کی نیابت نبی کی
یہ قرآں ہے قانون سلطاں ہمارا

غزالی و رازی معطر ہیں جس سے
وہ رشکِ جناں ہے گلستاں ہمارا

فراست یہاں آکے ہم سے سبق لے
کہ ہے مرکزِ علم و عرفاں ہمارا
جو وحشی تھے ان کو فرشتہ بنایا
مکمل ہے ایسا دبستاں ہمارا

ہمیں ظلمتِ قبر کی فکر کیوں ہو
کہ ہے نورِ قرآں نگہباں ہمارا

وجیہہ وجاہت کہے کوئی لیکن
وہ کیا جانے خسران و حرماں ہمارا



متاعِ کون و مکاں مرجعِ انام ہے یہ
جسے پیامِ خدا کہیے وہ کلام ہے یہ

نبی کے حسن پہ شاہد ہے وہ کلام ہے یہ
خدا کے عشق کا پیغام اور سلام ہے یہ

خدا نے بات نہ کی اس کے بعد بندوں سے
خدائے پاک کا بس آخری پیام ہے یہ

نبی کی بات تو دیکھو کہ بات بات کمال
کمال یہ ہے کہ معجزہ نما کلام ہے یہ

نظامِ بزمِ جہاں ہے تو نظمِ قرآں سے
حیاتِ ہر دو جہاں کا نظام تام ہے یہ

فقیر خاک نشیں ہو کہ شاہِ تخت نشیں،
کسی کی ملک نہیں ہے صلائے عام ہے یہ

یہ دے رہے ہیں شہادت چہاردہ سجدے
عبادتوں کے فلک پر مہ تمام ہے یہ
بجھی ہے بعض کی تو سات اور زبور سے پیاس
مٹائی تشنگی سب کی وہ ایک جام ہے یہ
اسی نے گردنیں باطل کی سب قلم کر دیں
فتوحِ صدق کی شمشیرِ بے نیام ہے یہ
یہ اختتامِ کلامِ خدا کی محفل ہے،
خدا قبول کرے حسنِ اختتام ہے یہ،
تری کتاب سے یارب ہو پختہ کار وجیہ
ابھی تو بندۂ عاصی ہے اور خام ہے یہ





شریعت ساز ہے سازِ طریقت کی صدا ہے یہ
جسے قرآن کہئے صوتِ سرمد کی ندا ہے یہ
غذائے روح مومن دردِ عصیاں کی دوا ہے یہ
دلِ بیمار اب کیوں غم کرے دار الشفا ہے یہ

نظامِ نوعِ انسانی متاعِ ملک لافانی
حیاتِ روحِ ایمانی رخِ حق کی ضیا ہے یہ
رُخِ باطل کے پردے چاک کر ڈالے شعاعوں سے
یہ ہے بدرِ صداقت اور شمسِ حق نما ہے یہ

اسی ذکر مبارک سے زبانیں پاک ہوتی ہیں
اسی سے سیاہ دل روشن ہوئے ہیں وہ ضیا ہے یہ
ہر اک صورت گلستاں ہے ہر اک آیت ہے گلدستہ
ہر اک جملہ کلی ہے کتنی کلیوں سے سجا ہے یہ

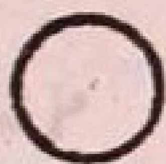
تمامی عالموں کی حکمتوں کا ہے یہ مجموعہ
زمین و چرخ کے درمیاں نیا ارض و سما ہے یہ

ہر اک فقرہ ہے پُر صنعت ہر اک صنعت میں رنگینی
معانی ہیں حکیمانہ، حِکم کی انتہا ہے یہ

عصائے موسوی معجز نما اک تازیانہ ہے
نرالی بات قرآں کی یہ سیف مصطفےٰ ہے یہ

دبیرؔ زار کچھ حد بھی ہے وصفِ ذاتِ قرآں کی
یہ خود ہی مدعی شاہد ہے خود ہی مُدعا ہے یہ





فصاحت کا چمن ہے اور بلاغت کا گلستاں ہے
جو مہکا دے دلوں کو اور روحوں کو وہ قرآں ہے

تمامی عمر پڑھیے اور نہ ہو دل کو کبھی سیری
زمانہ بھر میں وہ باری تعالیٰ کا ہی فرماں ہے

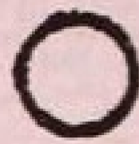
صفاتِ حق کا جلوہ اور کمالِ ذات کی رفعت
یہ دو دریا ہیں جس کا ایک سنگم ذات فرقاں ہے

ملائک کی عبادت بھی مسلّم اور اطاعت بھی
مگر جس کو ملی قرآں کی دولت وہ مسلماں ہے

نظر آتے ہیں دنیا میں خرد کے مدعی لاکھوں
مگر محروم ہے جو نورِ قرآں سے وہ ناداں ہے

خدا نے بھر دیا دریائے رحمت ایک کوزہ میں
یہ وہ کوزہ ہے جس سے شانِ اعجازی نمایاں ہے

وجیہہ بے نوا کو اے خدا یسرت ہیں کامل کہ
کرم سے تیرے مومن ہے زباں پر نظمِ قرآں ہے



الٰہی ہم نے قرآں کو پڑھا ہے　　کلام پاک کو ہم نے سنا ہے
تلاوت کا مزہ سب نے لیا ہے　　عبادت کا سماں سا بندھ گیا ہے

میسر ہیں ہمیں اتنے سہارے
لگی جاتی ہے اب کشتی کنارے

یہ مانا ہم نے ہم سب بے نوا ہیں　　مگر تیرے ہی بندے اے خدا ہیں
غنی ہے ذات تیری ہم گدا ہیں　　کرم فرما کہ ہم بے آسرا ہیں

ہمارا کام سب تیرے کرم پر
ہمارا آسرا جودِ اتم پر

علوم ظاہری کی کان یاں پر　　فیوض باطنی کی شان یاں پر
حدیث و فقہ اور قرآن یاں پر　　غرض دینِ نبیؐ کی جان یاں پر

شہ احمد علیؒ کی ہے عنایت
یہ ہے شاہِ علیؒ کی اک کرامت

الٰہی واسطہ کل انبیاء کا — الٰہی واسطہ سب اولیاء کا

الٰہی واسطہ آلِ عبا کا — شفیع المذنبیں نور خدا کا

ہمارا دامنِ اُمید بھر دے

ہمارے علم کی تکمیل کر دے

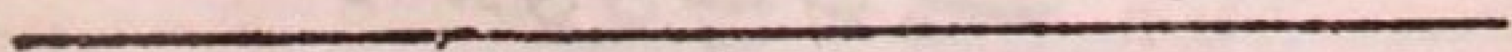
ہمارے بھائی دھوکے کھا رہے ہیں — سمجھتے ہیں کہ آگے جا رہے ہیں

ترقی کا یہ گانا گا رہے ہیں — بلندی سے یہ نیچے آ رہے ہیں

الٰہی ہم کو تو پیچھے ہٹا دے

محمد مصطفےٰ سے جا ملا دے







چمن میں پھول کھلتے ہیں نظر مسرور رہتی ہے
مہکتی ہے جو خوشبو چشم و دل مخمور ہوتی ہے،

ستاروں کی چمک سے تیرگی مستور ہوتی ہے
ضیا جب پھیلتی ہے سب زمیں معمور ہوتی ہے

جہانِ مادی کے ان کرشموں سے ہے حیرانی
مگر فانی ہیں یہ باقی فقط ہے مُلکِ روحانی

کہیں روغن کے دریا حضرتِ انساں بہاتے ہیں
کہیں پر گیس کے شعلے فضا میں یہ اڑاتے ہیں

زمیں سے ان کے راکٹ جانبِ گردوں بھی جاتے ہیں
کبھی یہ چاند کی مٹی بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں

مگر جب حال پوچھو ان سے روحِ نوعِ انساں کا
تو کہتے ہیں کھلونا ہے ہمارے طاقِ نسیاں کا

جڑوں کو کاٹتے ہیں شاخ پہ بیٹھے یہ دیوانے
حقائق ان سے اوجھل ہیں سناتے ہیں یہ افسانے

عروجِ مادیت کے نشہ میں ہیں یہ مستانے
نظر میں ان کی احمق ہیں خدائی دیں کے فرزانے

تجھے کیا ہو گیا اے ابنِ آدم کیوں ہوا غافل
خدا نے علم سے تجھ کو بنایا تھا بڑا عاقل

معاشِ دنیوی کی ہے ضرورت ابنِ آدم کو
تمدن کے تعلق کی ہے حاجت پورے عالم کو

ہر اک انساں چاہتا ہے انیس و یار و ہمدم کو
طلب کرتا ہے ہر بیمار غم زخموں کے مرہم کو

غرض اس مادی دنیا میں دنیا چاہیے سب کو
ہمارا مدعا یہ ہے نہ بھولے آدمی رب کو.....

...ے مخلوق ہو کر اپنے خالق کا نہ خیال آیا
...قی میں ہوا تو عمک دیں پر زوال آیا
یہ ایسا انقلاب آیا کہ دنیا پر وبال آیا
خدا کی شانِ رحمت گھٹ گئی جوشِ جلال آیا
علاج اس کا یہی ہے ہم بنیں تصویرِ قرآنی
اسی کے واسطے ہے درسگاہ علم فرقانی
...ہاں ہے درسِ قرآں اور درسِ علم پیغمبر
...ہاں پہ علم عقلی اور نقلی کا بھی ہے دفتر
یہاں پر حفظ قرآں اور قرأت کا بھی ہے مصدر
یہاں علم شریعت اور طریقت کا بھی ہے منظر
یہاں احمد علی کے علم و عرفاں کا ہے گہوارہ
یہاں شاہ علی کے فیض کا بہتا ہے فوارہ
...یں احمد علی کا گلشن شاداب ہو جائے
...ہاں کا گوشہ گوشہ مرکزِ آداب ہو جائے
یہاں کا طرزِ انکارِ دلی نایاب ہو جائے
یہاں کا درجہ درجہ مرجع طلاب ہو جائے
شہ جیبر کے نواکو بھی ملے فیضانِ روحانی
کہ اس کے دل سے مٹ جائیں سبھی آفاتِ نفسانی



اب نیا دور ہے ہر بات نئی بھاتی ہے
آج سائنس ہر اک چیز کو شرماتی ہے
ٹیپ ریکارڈ میں آواز سما جاتی ہے
چند لمحات میں لندن سے خبر آتی ہے

آدمی اُڑتا ہے تا چاند چلا جاتا ہے
یہ تو سب کچھ ہے مگر دین مٹا جاتا ہے

صورتیں رنگ برنگ دکھتی ہیں بازاروں میں
نوجوان لڑکیاں اب پھرتی ہیں بازاروں میں
قہقہے کرتی ہوئی ہنستی ہیں بازاروں میں
بے حجابانہ پھرا کرتی ہیں بازاروں میں

غیرت قوم نہیں غیرت مذہب معدوم
جس کا آغاز یہ ہو اس کا نتیجہ معلوم
ہائے مسلم کہ کوئی خود ہی بناتا ہے شراب
ہائے مومن کہ ترا شغل ہے اب خمر و کباب
جھوٹ سے مکر سے اور فحش سے پُر تیرا خطاب
تو نے بھولے سے طلب کی نہ کبھی راہ صواب

تو ہی خود سوچ لے تنہائی میں قسمت اپنی
دل کے آئینہ میں خود دیکھ لے صورت اپنی
سلیقہ پر تو سمجھ ہی گیا تو نے کرم
کیا بڑھے بھول کے مسجد کی طرف تیرے قدم
تو نے دنیا کے لئے سب ہی سہے رنج و الم
کیا کبھی بھول کے یاد آئی رہ ملک عدم

خواب غفلت سے اٹھو اور سمجھا لو تقدیر
زندگی اپنی سنبھلنے کی نکالو تدبیر

مال مسلم کے لیے کم نہیں پھر بھی ہے ذلیل
قوم اونچی سے بھی اونچی ہے مگر خلق رذیل
سیرت فتح کا منظر ہے کہیں حسن جمیل ؟
صورت بد سے بگڑتی ہے کہیں شان جلیل
اس مصیبت کا سبب ایک ہے شیطان خبیث
اے نجیبہ اس کی دوا ایک ہے قرآن و حدیث

نعتیہ غزل

جو چاہے کہے مجھ کو سارا زمانہ
نہ چھوٹے گا مجھ سے ترا آستانہ

نہ چھوٹا ہے اب تک نہ یہ چھٹ سکے گا
ترا سنگِ در ہی ہے میرا ٹھکانہ

زمانہ کو حیرت ہے اے طائرِ جاں
فلک تیرا گلشن زمیں آشیانہ،

یہ دانا کی تنگی یہ ناداں کی وسعت
یہی تو ہے تقدیرِ رب غائبانہ

خطا ان کے تیروں سے ہے غیر ممکن
مگر ہٹ گیا ہے جگہ سے نشانہ

اب آجائے موج کرم، آبِ رحمت
ترا گھٹ نہ جائے گا پُر دُر خزانہ

ہرا ہو گیا زخمِ دل یادِ گُل میں
قفس میں جو یاد آ گیا آشیانہ

رُلاتا ہے مجنوں کو بلبل کو نالہ
بتاتا ہے مجنوں یہ میرا ترانہ

دبیرِ زمانہ وہی بن سکے گا
جسے مل گئی بندگی عاجزانہ

قطعات

(۱)

سخت شرمندۂ عصیاں ہوں ندامت کو نہ پوچھ
ہوں گنہگار مگر میری جسارت کو نہ پوچھ
باز آ مجھ کو جہنم سے ڈرانے والے
ماوئ وملجاء محشر کی حمایت کو نہ پوچھ

(۲)

وہ گلزارِ حق کی شگفتہ کلی
وہ دانائے رازِ خفی و جلی
تمنّائے قلبی مرادِ دلی
وزیرِ محمد ہیں شاہ علی

رباعیات فارسی

یارب من و کردارِ من و زشتیِ من
سیلے ست گراں بار زبوں کشتیِ من
لیکن کرمت ساحل و رحمت ملاح
خود را بنگر تو، منگر پستیِ من

اے ذاتِ تو مخفی ست صفاتِ تو عیاں
موجِ کرمت ظاہر و ذرِّ تو نہاں
مائیم تحیر تجلائے شیونت
در سینۂ ما جائے کن اے پاک تر از جاں

آدم ز بہشت آمدہ بر روئے زمیں
تا آہ رساند بدرِ عرشِ بریں،
اے پست مرنج از رہِ پستی ہرگز
بر عرش رسد آہِ نوائے خاک نشیں

محمد کہ خورشیدِ ذی قدر بود — وزیرش دریں عصر ہم بدر بود
چو سعدین شد اسم باکنیت — وزیرہ محمد ابوبکر بود،